بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِوَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍوَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين ، وَبَعْدُ:

پوائنٹ نمبر-42: نصوص کی دلالتوں کو اصول عربی اور فہم سلف صالحین سے باہر کرنا منہج السلف میں سے نہیں ہے۔

"لیس من منهج السلف" لفضیلۃ الشیخ محمد بن عمر بن سالم بازمول حفظہ اللہ کے اس پیارے رسالے کی شرح کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں پوائنٹ نمبر 42، شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"ليس من منهج السلف: الخروج بدلالات النصوص عن أصول العربية وفهم السلف الصالح"

(نصوص کی دلالتوں کو اصول عربی اور فہم سلف الصالحین سے باہر کرنا منہج سلف میں سے نہیں ہے)

آج کی نشست میں منہج السلف میں سے نہیں ہے کا ایک بہت اہم درس ہے جو خود عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصول بھی سمجھا جاتا ہے دلیل اور استدلال کے تعلق سے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک دلیل کیا ہوتی ہے، دلیل کہاں سے پکڑی جاتی ہے، اور اس کی کیا اہمیت ہے اور کس طریقے سے دلیل بیان کی جاتی ہے، اس تعلق سے چند اہم باتیں کر لیتے ہیں:

1-ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ

﴿الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞﴾ (يوسف:1-2)

﴿الٓرٰ﴾: حروف مقطعۃ ہیں۔ ﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞﴾: یہ کتابِ مبین کی آیات ہیں جو تم سن رہے جو تم پڑھ رہے ہو۔

﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ﴾: بے شک ہم نے نازل فرمایا۔ ﴿قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا﴾: کیا نازل کیا؟ قرآن ہے جو عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ کیوں نازل کیا؟

﴿لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞﴾: تاکہ تم عقل رکھو تم اسے سمجھنے والے ہو (سبحان اللہ)۔

دوسری آیت میں "وقال تعالىٰ":

﴿كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞﴾ (فصلت:3)

﴿كِتٰبٌ﴾: ایک ایسی کتاب ہے قرآن مجید جو ہے۔ ﴿فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ﴾: جس کی آیتیں کھول کھول کر تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ کیسی ہیں؟

﴿قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا﴾: عربی قرآن جو عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ ﴿لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞﴾: اس قوم کے لیے جو جانکاری رکھتے ہیں یا جانتے ہیں۔

"وقال تعالىٰ": اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۞﴾ (النحل:103)

(اور یہ قرآن مجید جو ہے عربی ﴿مُّبِيْنٌ﴾ واضح زبان میں نازل ہوا ہے)

اور اس میں اجماع ہے مفسرین کا کہ اس سے مراد یعنی عربی زبان کی فصاحت اور بلاغت کی انتہا ہے اس قرآن مجید میں، یہی مراد ہے۔

﴿لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ﴾ جو ہے یا ﴿قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا﴾ جو ہے۔

اور عربی زبان جیسے ہم سب جانتے ہیں کہ عربی زبان کے جو اصول ہیں کسی اور زبان کے نہیں ہیں، عربی زبان کے اصول منفرد ہیں کسی بھی اور زبان کے اصول عربی کی زبان کے اصول جیسے نہیں ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کی جو رسالت ہے عربی زبان میں جو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اپنی زبان تھی اسی کو منتخب فرمایا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اللہ تعالیٰ أحکم الحاکمین ہے کیونکہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا اور کوئی رسالت نہیں آنے والی۔

تو پہلی بات یہ ہے منہج السلف میں سے جو ہم بات کر رہے ہیں نہیں ہے کہ نصوص کی دلالتوں کو اصول عربی اور فہم سلف صالحین سے باہر کرنا تو اصول عربی کا ثبوت ہمیں قرآن مجید میں کئی جگہ پر ملتا ہے کہ قرآن مجید اصل میں عربی زبان میں ہی نازل ہوا ہے۔

جب قرآن مجید کی زبان ہی عربی ہے عربی زبان میں ہی نازل ہوا ہے تو اصول بھی عربی کے ہونے چاہیئں نا؟!

تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ عربی اصول کے مطابق اگر کسی نے قرآن مجید میں سے یا حدیث میں سے کوئی دلیل بیان کرنی ہے تو عربی اصول اور قواعد کے مطابق ہو گی مخالف نہیں ہو گی یہ پہلی بات ہے۔

2-اور دوسری بات "فہم السلف": فہم السلف کے تعلق سے کئی آیات ہیں ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣٧﴾﴾ (البقرة:137)

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا﴾: پس اگر یہ لوگ بھی ایمان لے کر آتے ہیں۔

﴿بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ﴾: جیسا کہ تم لوگ ایمان لے کر آئے ہو (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم أجمعین ہی مراد ہیں اس آیت میں)۔

﴿فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾: تب تو یقیناً وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

یعنی جن کا ایمان صحابہ کے ایمان جیسا ہے اور صحابہ کرام کا ایمان صحیح فہم کے مطابق تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد تھی اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد تھی اس کے مطابق تھا مخالف نہیں تھا تو بس یہ ترازو ہے یہ پیمانہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لیے جو بھی ایمان کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں مومن ہوں بس وہ دیکھ لے کہ اس کا ایمان جیسا کہ صحابہ کرام کا ایمان تھا کیا ویسا ہی ایمان ہے یا مخالف ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، آخرت پر ایمان، تقدیر پر ایمان یہ ارکان ایمان ہیں چھ (6) صحابہ کرام کا ایمان کیسے تھا اور تمہارا ایمان کیسے ہے؟ اگر صحابہ کرام کے ایمان جیسا ہے تو تم مومن ہو ہدایت یافتہ ہو یقیناً، اگر مخالف ہے:

﴿وَاِنْ تَوَلَّوْا﴾: اگر منہ موڑ لیتے ہیں اور تمہارے جیسا ایمان نہیں ہے اُن کا۔

﴿فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ﴾: تو وہ یقیناً شقاق میں ہیں شدید اختلاف میں ہیں اور تم سے دور ہیں حق سے دور ہیں۔

﴿فَسَيَكۡفِيكَهُمُ ٱللَّهُ﴾: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالی ہی اُن کو کافی ہے (یعنی تمہیں کوئی ضرر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے)۔اہل حق کو اہل باطل نقصان نہیں پہنچا سکتے؛ کون سا نقصان قتل وغارت کا؟ نہیں! قتل ہو سکتے ہیں اہل حق قتل نہیں ہوئے؟! شہید ہوئے ہیں قتل کر دیئے گئے ہیں۔

تو پھر کس نقصان کی بات ہو رہی ہے؟ ایمان پر ثابت رہیں گے، ایمان پر اللہ تعالی ثابت قدمی عطا فرمائے گا اُن کی موت بھی اسی ایمان پر ہو گی توحید پر سنت پر صحیح منہج پر یہ کمال کی بات ہے یہ اصل پروٹیکشن (Protection) ہے اور یہ اصل حمایت ہے اور یہ اصل اللہ تعالی کی طرف سے مدد ہوتی ہے یہ اصل مقصود ہے۔

ورنہ کیا بات ہے؟ کہ ایمان کا دعویٰ بھی ہے تھوڑا سا جھٹکا لگا تکلیف ہوئی ایمان سے خارج ہو گئے! (سبحان اللہ)۔

اور اسی طریقے سے کئی آیتوں میں آیا ہے، جو فضیلت ہے صحابہ کرام کی:

(۱) سورۃ التوبہ آیت نمبر 100 میں۔

(۲) اور سورۃ الحشر آیت نمبر 8،9 اور 10 میں۔

(۳) اور کئی آیات میں صحابہ کرام کی فضیلت آئی ہے اور یہ فضیلت اس لیے ہے تاکہ اُن کے منہج کو اپنایا جائے اور خصوصی طور پر سورۃ النساء آیت نمبر 115: ﴿وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ﴾ إلي آخر الآية (کئی بار پہلے بات کر چکے ہیں میرے پاس وقت کم ہے ورنہ اس پر بھی بات کر لیتا میں)۔
تو اتباع سبیل المؤمنین کی ممکن نہیں ہے بغیر صحیح فہم کے صحیح فہم ہے تو سبیل المؤمنین کی اتباع ممکن ہے، فہم مخالف ہے تو شقاق اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو رہا ہے: ﴿وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ﴾: جیسا کہ اس آیت کی ابتداء میں ہوا ہے۔

ایک چھوٹی سی مثال لیتے ہیں عربی اصول اور سلف کی فہم دونوں کی (بہت ساری مثالیں ہیں، میں ایک صرف مثال دیتا ہوں وقت کم ہے)، امام مالک رحمہ اللہ کا معروف قصہ ہے اور اس قصے کو امام ابو عثمان الصابونی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب **"عقیدۃ السلف وأصحاب الحدیث"** میں اپنی سند سے بیان کیا ہے اور کئی اور بھی عقیدے کی کتابوں میں یہ قصہ موجود ہے کہ ایک شخص آکر سوال کرتا ہے امام مالک رحمہ اللہ سے:

"الرحمن على العرش استوىٰ كيف استوىٰ؟": اللہ تعالی عرش پر مستوی ہے آیت ہے قرآن مجید کی کوئی سوال کرتا ہے کہ اللہ تعالی کہاں ہے؟ جواب ہے کہ اللہ تعالی عرش پر ہے، دلیل: ﴿ٱلرَّحۡمَٰنُ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱسۡتَوَىٰ ۝٥﴾ (طه:5)۔

ہم دلیل کی بات کر رہے ہیں استدلال کی بات کر رہے ہیں ﴿ٱلرَّحۡمَٰنُ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱسۡتَوَىٰ ۝٥﴾ جواب یہ ملا تو سائل نے یہ کہا:

"كيف استوى؟": "الرحمن على العرش استوىٰ" تو بات سمجھ میں آگئی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اچھا "كيف استوى؟" کیسے اللہ تعالی مستوی ہے عرش پر؟ امام مالک رحمہ اللہ نے جیسا کہ اس روایت میں آیا ہے کہ اپنے سر کو جھکایا شدید غصہ آیا تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھایا اور کہا:

"الاستواء غير مجهول"، اور دوسری روایت میں آیا ہے "الاستواء معلوم" یہ بھی روایت موجود ہے کہ استواء کا معنی معلوم ہے۔

یہ عربی اصول ہے کہ معنی معروف ہے، اگر عربی زبان میں بات کی ہے تو استواء کا کیا معنی ہے عربی زبان میں معروف ہے اب یہ کہنا کہ معنی کا پتہ نہیں ہے یہ تفویض المعنی ہے تو کام نہیں چلے گا (ابھی تفصیل بتاتا ہوں)۔

"الاستواء غير مجهول" یا "معلوم" بھی ہے یعنی استواء کا معنی معروف ہے، "والكيف غير معقول"، دوسری روایت میں آیا ہے "والكيف مجهول" یا "غير معلوم" یہ بھی ہے؛ "والإيمان به واجب" (اور اس پر ایمان واجب ہے) "والسؤال عنه بدعة" (اور یہ سوال کرنا بدعت ہے (کیفیت کا سوال)) "وما أراك إلّا ضالاً" (اور میں تمہیں گمراہ دیکھ رہا ہوں تمہیں گمراہ سمجھتا ہوں)، اور حکم دیا کہ اسے میری مجلس سے نکال دو، اُس شخص نے کہا کہ میں نے نہیں کہا کسی اور نے کہا ہے، امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے تم سے ہی سنا ہے اسے نکالو میری مجلس سے (سبحان اللہ)۔

دو بڑے فائدے ہیں ایک کا تعلق ہمارے درس سے ہے اور دوسرے کا تعلق ایک غلط فہمی سے ہے:

(۱) جو ہمارے درس سے تعلق ہے دونوں چیزیں اس قصے میں موجود ہیں عربی اصول کے مطابق: "الاستواء معلوم" (معنی معلوم ہے) "والكيف مجهول" (کیفیت مجہول ہے)۔

یہ فہم السلف ہے کیسے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا ہے کہ ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ یہ نہیں فرمایا "كيف استوىٰ"۔

استواء اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور صفت کا تعلق علم غیب سے ہے علم غیب میں سے جو ہمیں خبر ملے گی وہ ہمارے لیے علم ہے جو خبر نہیں ملے گی وہ ہمارے لیے غیب ہی باقی رہے گا اور غیبیات پر بات کرنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے اسپیشلی (Specially) خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق سے۔

پھر بعض گروہ نکلے ہیں (جو منہج السلف میں سے نہیں ہے میں بات کر رہا ہوں) انہوں نے کہا کہ بھئی دیکھو یہ تو مانتے ہیں ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ تو استویٰ کا معنی استولیٰ ہے کیونکہ عربی زبان میں یہ بھی آیا ہے: "استوىٰ بِشر على العراق من غير سيف أو دم مهراق": کہ بشر نامی شخص جو ہے عراق پر قابض ہوا، استوی کا لفظ ہے لیکن ہے استولی، سبحان اللہ۔

یہ شعر کس کا ہے؟ کہتے ہیں کہ الاخطل نصرانی ہے (کرسچن ہے، عرب کرسچن ہوا کرتے تھے اُس کا شعر ہے)۔ (سبحان اللہ)؛

اللہ تعالیٰ کے فرمان کو چھوڑ کر ایک کرسچن کے شعر کو بطور دلیل پیش کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اسۡتَوٰى﴾، تم کہتے ہو "استولیٰ"! کیا جاتا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا "اَلرَّحۡمٰنُ عَلَي الۡعَرۡشِ استَوليٰ"؟ اللہ تعالیٰ فرما سکتا ہے کہ نہیں بات واضح ہو جاتی؟! اب استویٰ کو استولیٰ کیوں بنا رہے ہو جیسا کہ یہود نے ﴿حِطَّةٌ﴾ (البقرة:58) کو "حنطة" بنا دیا نون بڑھا دیا تم لوگوں نے ﴿اسۡتَوٰى﴾ کو "استولیٰ" بنا کر لام بڑھا دیا تو فرق کیا ہے دونوں میں؟! تحریف انہوں نے بھی کی تحریف تم بھی کر رہے ہو یہ منہج السلف میں سے نہیں ہے، عربی اصول کہ استویٰ استویٰ ہی ہے تبدیل نہیں ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے استویٰ مان لیتے ہیں لیکن معنی ہم نہیں جانتے کیا ہے؟ چلو تمہاری بات مان لیتے ہیں کہ استویٰ استویٰ ہی ہے معنی کیا ہے اللہ أعلم۔ ارے کیوں بھئی عربی زبان میں استویٰ کا معنی تو معروف ہے ہر بندہ جانتا ہے کسی عربی بدو سے پوچھو استویٰ کا وہ بتائے گا کہ استویٰ کا کیا معنی ہے اور تم کہتے ہو کہ ہمیں پتہ نہیں ہے؟! کیا یہ کتاب قرآن مجید عربی زبان میں ہے کہ نہیں؟!:

﴿لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ﴾ ہے کہ نہیں؟! اگر ہے تو پھر معنی بھی تو وہی ہے نا تو معنی کیوں خارج کر دیا تم لوگوں نے؟!

اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن مجید کا ایک تہائی جو ہے وہ غیر معروف المعنی ہے تو کیا قدر و قیمت ہے اس قرآن مجید کی پھر؟!

کوئی کتاب آپ خریدیں گے جس کا ایک تہائی معنی آپ جانتے نہیں ہیں تو خریدیں گے آپ؟! مفت میں لے کر پڑھیں گے آپ؟!

تو اللہ تعالیٰ کا کلام جو سب سے عظیم ہے (سبحان اللہ) ایک ایک حرف کا الگ سے دس نیکیوں کے برابر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُجر و ثواب ہے اس کی بات کر رہے ہیں کہ معنی نہیں جانتے؟!

تیسرا گروہ آیا اور انہوں نے کہا کہ اچھا سیدھی سی بات ہے ہمیں نہیں پتہ معنی یہ بھی ہو سکتا ہے وہ بھی ہو سکتا ہے یا معنی اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

وقف سے کام لیا یا تفویض سے کام لیا کہ معنی کی تفویض اللہ کے سپرد جھگڑا کیوں کرتے ہو؟! ٹھیک ہے جھگڑتے نہیں ہیں جو کہتے ہیں استویٰ غلط ہے تو جو کہتا ہے غلط ہے وہ بھی غلط ہے سب غلط ہیں؛ تو معنی کون جانتا ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ معنی جانتا ہے۔

امام اہل السنۃ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اِن کا قول اُن سے بھی زیادہ خطرناک ہے جو تعطیل کرتے ہیں (انکار کرتے ہیں))۔

جو انکار کرتے ہیں سیدھا کہتے ہیں نا کہ ہم نہیں مانتے لیکن یہ اچھے بن کر اُن سے خطرناک قول کہتے ہیں کہ معنی اللہ کے سپرد ہے ہم نہیں جانتے! (سبحان اللہ)۔ اور اُشاعرۃ اور ماتریدیہ کا یہی موقف ہے جیسے جہمیوں کا تھا (العیاذ باللہ)۔

(۲) الغرض، اور دوسرا اس میں جو فائدہ ہوتا ہے جو ہمارے درس سے باہر ہے کہ بعض نے یہ اعتراض کیا کہ صرف ایک منہجی غلطی دکھادیں جس کی وجہ سے سلف نے تحذیر کی ہو۔

واضح قصہ ہے کہ صرف تحذیر نہیں کی بلکہ مجلس سے بھی نکال دیا ہے، وضاحت کی کہ میں نے نہیں کہا کسی اور نے کہا ہے امام مالک نے کیا فرمایا؟ میں نے تجھ ہی سے سنا ہے نکل جاؤ میری مجلس سے۔ تو سلف تو اس طریقے سے سختی کرتے تھے یہ نہیں کہا کہ تم میرے اسٹوڈنٹ ہو میرے ساتھی ہو کہاں سے آئے ہو کون ہو، معروف ہے کہ اُس نے اپنی برأت کا اظہار بھی کیا ثبوت بھی پیش کیا کہ بھئی میں نے نہیں کہا کسی اور نے کہا ہے، امام مالک نے کہا کہ اسے یہاں سے نکال دو۔

اور اس طریقے سے اور بھی تقریباً دس مثالیں ہیں اور کبھی ضرورت پڑی تو اس پر ان شاءاللہ بات کریں گے۔

جو بھی اس منہج کی مخالفت کرتا ہے وہ گمراہ خود بھی ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے خود بھی ہلاک ہوتا ہے دوسروں کو بھی ہلاک کرتا ہے۔

اب میں آپ کے سامنے چند اصول جلدی میں رکھ دیتا ہوں اہل سنت والجماعت اور منہج السلف کی دلیل اور استدلال کے تعلق سے تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ اسی منہج کے اندر رہنا ہے باہر نہیں جانا:

1- دلیل کو حصر کر دینا ہے وحی پر: "قال اللہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم": قرآن اور سنت یہ دلیل ہے، اور اس کے ساتھ جو قرآن اور سنت کے مطابق اجماع اور قیاس ہے، جو مخالف ہے اس کی کوئی قدر نہیں ہے نہ اجماع کی نہ قیاس کی۔

2- ان نصوص کو آپس میں مارتے نہیں ہیں کہ ایک آیت کو آیت سے یا ایک حدیث کو حدیث سے جیسا کہ مخالفین کرتے ہیں:

(۱) نصوص شرعیہ اور اُدلہ شرعیہ کو آپس میں ایک دوسرے سے مارتے نہیں ہیں بلکہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹاتے ہیں۔

(۲) مجمل کو مبیّن کی طرف لوٹاتے ہیں اور نصوص کو آپس میں جمع کرتے ہیں۔

(۳) اگر نصوص میں اختلاف نظر آئے تو سب سے پہلے جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر ممکن نہیں ہے تو تاریخ دیکھتے ہیں ناسخ اور منسوخ اگر نہیں ہے تو پھر ترجیحات کو دیکھتے ہیں۔

(۴) اور وعد اور وعید کے نصوص کو بھی جمع کرتے ہیں۔

(۴) نفی اور اثبات کو بھی جمع کرتے ہیں۔

(۵) عموم اور خصوص کو بھی دیکھتے ہیں۔ إلي آخره...

3-جو صحیح دلیل ثابت ہوگئی ہے صحیح حدیث ثابت ہوگئی ہے تو اُس کو من وعن سے تسلیم اور قبول کرلیتے ہیں یہ نہیں کہتے کہ متواتر ہونی چاہیے آحاد عقیدے میں ہم نہیں لیتے (یہ ہرگز نہیں کہتے)۔ دلیل حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے بات ختم ہے عقیدے میں بھی اُسے دلیل بیان کیا جاسکتا ہے بطور دلیل لیا جاسکتا ہے اور عقیدے کے علاوہ بھی۔

4-قرآن مجید کی تفسیر کے لیے:

(۱) سب سے پہلے قرآن مجید سے ہی تفسیر کرتے ہیں۔

(۲) پھر سنت سے۔

(۳) پھر سلف صحابہ تابعین اور اتباع التابعین کے اقوال سے۔

(۴) اور پھر عربی اصول عربی گرامر اور عربی زبان کے مطابق۔

5-دین میں سے جو چیز اُن کو سمجھ میں آتی ہے اُس پر عمل کرتے ہیں اور جس چیز کی سمجھ نہیں آتی اُس کے بارے میں سوال کرتے ہیں پوچھتے ہیں پھر عمل کرتے ہیں بغیر علم کے عمل نہیں کرتے۔

6-بدعی الفاظ سے اجتناب کرتے ہیں جن الفاظوں کا شریعت میں کوئی وجود نہیں ہے کوئی ذکر نہیں ہے اُن سے اجتناب کرتے ہیں جیسا کہ جسم ہے یا جوہر ہے یا عرض وغیرہ ہے کہ اگر ہم یہ مان لیں کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہے اللہ تعالی بلندیوں پر ہے تو پھر سمت لازم آتی ہے جگہ لازم آتی ہے یا جسامت لازم آتی ہے یا اگر ہم اللہ تعالی کے ہاتھ کو مان لیتے ہیں یا دو آنکھیں مان لیتے ہیں (جیسا کہ اللہ تعالی کے شایان شان ہے) تو اس کے جسم کا ہونا لازمی ہے۔

تو یہ لفظ جسم کا کہاں پر ہے؟! ہے قرآن اور سنت میں؟! نہیں ہے! اللہ تعالی کی دو آنکھیں ہیں اللہ تعالی کے دو ہاتھ ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کے شایان شان ہے اس سے تجسیم لازم نہیں آتی ہے اور وہ ایسے الفاظ بیان ہی نہیں کرتے۔

7-دین میں جدال سے اجتناب کرتے ہیں مناظرے سے اجتناب کرتے ہیں بغیر وجہ کے اور اگر کرتے ہیں تو علم کی بنیاد پر کرتے ہیں اور بالتي هي أحسن کرتے ہیں۔

8- عقل سلیم اور نقل صحیح میں آپس میں تعارض کی نفی کرتے ہیں کہ تعارض نہیں ہو سکتا صحیح عقل اور صحیح دلیل آپس میں کبھی ٹکرا نہیں سکتے اور اگر کبھی کہیں پر کوئی ٹکراؤ نظر آتا ہے تو ہماری فہم کا قصور ہے۔

9- تاویل سے اجتناب کرتے ہیں باطل تاویلات سے اجتناب کرتے ہیں، تاویل کا اگر معنی تفسیر ہے تو وہ تو ٹھیک ہے تفسیر کرتے ہیں لیکن تاویل نصوص شریعت میں خصوصی طور پر اسماء وصفات کے باب میں اللہ تعالی کی ذات کے تعلق سے اجتناب کرتے ہیں۔

10- راویوں کے تعلق سے علم الأسناد کا خاص اہتمام کرتے ہیں دین کی حفاظت کے لیے۔

یہ دس اہم قواعد ہیں دلیل اور استدلال کے لیے جو اہل باطل ہیں آپ ان پر تول سکتے ہیں، اگر اہل سنت والجماعت کے نزدیک قرآن اور سنت بنیاد ہے تو اہل بدعت کے نزدیک صرف قرآن اور سنت نہیں ہے اُن کے لیے کشف ہے، وجد ہے، ذوق ہے، خواب ہیں، علم کلام ہے مختلف چیزیں ہیں جن کی وہ دلیل پکڑتے ہیں، اور اسی طریقے سے آپ تفسیر کی بات کرتے ہیں تو الرائی سے تفسیر کرنا اپنی عقل سے مرضی سے تفسیر قرآن مجید کی کرنا اور إلي آخره۔

وقت ختم ہو گیا ہے تو یہ ترازو ہیں دس اصول جو ہیں جو میں نے بیان کیے ہیں تقریباً یہی اصول ہیں اہل سنت والجماعت کے منہج کے دلیل اور استدلال کے تعلق سے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 43. یہ منہج السلف میں سے نہیں ہے-پوائنٹ نمبر 42 سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio